2021-22

ISSN: 2278-0718

RNI No.: MAHURD/2017/72366

اردو زبان و ادب کا سہ ماہی ریسرچ جرنل

تحقیقِ ادب

جنوری تا مارچ ۲۰۲۲ء

غالب نمبر

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر ساجد علی قادری

PRINCIPAL
Shivaji College
Hingoli, Dist. Hingoli

قیمت -/500

"TAZEEN-E-ADAB":Vol 7 Issue No.1

ISSN:2278-0718

انٹرنیشنل اردو ریسرچ جرنل

سہ ماہی

شیرپور(انڈیا)

تزئینِ ادب

SHIVAJI COLLEGE • HINGOLI •

اشفاق احمد جاوید

جلد نمبر : ۷ شمارہ ۱

جنوری تا مارچ ۲۰۲۲ء

سرپرست : پروفیسر اسلم جمشید پوری (میرٹھ)

ڈاکٹر عبدالکریم سالار (جلگاؤں)

مدیر اعلیٰ : ڈاکٹر ساجد علی قادری (شیرپور)

مشیر اعلیٰ : پروفیسر صغیر افراہیم (علی گڑھ)

مدیر اعزازی : حاجی انصار احمد (بھساول)

اعزازی نائب مدیر : ڈاکٹر عتیق احمد قریشی (ہنگولوی)

نگراں : ڈاکٹر محمد کلیم ضیا (ممبئی)

مجلس ادارت (اعزازی)

☆ ڈاکٹر آفتاب احمد آفاقی (وارانسی)

☆ ڈاکٹر بلقیس بیگم (کولکاتہ)

☆ ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ شکیل (برہانپور)

☆ ڈاکٹر انصاری مسعود اختر (جالنہ)

☆ محمد آصف (امراوتی)

مجلس مشاورت (اعزازی)

☆ ڈاکٹر شیخ عقیل احمد (اردو قومی کونسل دہلی)

☆ ڈاکٹر خواجہ محمد اکرام الدین (دہلی)

☆ ڈاکٹر بسنت شکری (مصر)

☆ ڈاکٹر شہاب عنایت ملک (جموں کشمیر)

☆ ڈاکٹر فرزانہ اعظم لطفی (ایران)

Email ID : sajid.qadri7@gmail.com / tazeeneadab@gmail.com

Cell. : 09403094333 / 09423288786/9423761597

Plot No. 57, Ganesh Colony, Shirpur Dist. Dhule (M.S.) India - Pin : 425405

اس شمارے کے مشمولات سے ادارہ "تزئین ادب" کا متفق ہونا ضروری نہیں، یہ ذمہ داری صاحب قلم کی ہوگی۔

ڈاکٹر ساجد علی قادری نے جی آر آرٹس، مالیگاؤں سے طبع کروا کر شیرپور (مہاراشٹر) انڈیا سے شائع کیا۔

قیمت فی شمارہ:100/روپے (خاص نمبر 500/روپے) سالانہ:700/ روپے لائف ممبر شپ:15000/روپے۔

بیرون ممالک سالانہ زر تعاون 30/امریکی ڈالر

O اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ آپ کی خریداری معیاد پوری ہو چکی۔ لہٰذا رقم روانہ کیجیے۔

(تزئین ادب حاصل کرنے کا پتا)

سٹی بک ڈپو، محمد علی روڈ، قصاب باڑہ، مالیگاؤں۔ مدینہ بک ڈپو، مولوی گنج دھولیہ۔

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، پرنسس بلڈنگ، ای آر۔ روڈ ممبئی۔

PRINCIPAL
Shivaji College, Hing
Tq.& Dist.Hingoli.(M

Scanned with OKEN Scanner

18	غالب کی اجتہادی فکر	ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل، ناگپور	107
19	غالب آفرینی: منظر پس منظر	پروفیسر سیما صغیر، علی گڑھ	114
20	مرقع تحقیق کا نادر نمونہ: "غالب، باندہ اور دیوان محمد علی"	پروفیسر شرف النہار سید، اورنگ آباد	130
21	غالب کی شاعری کا انفرادی پہلو	رضیہ پروین، رام پور، یوپی	146
22	غالب اور شہر باندہ: ایک مطالعہ	ثنا فاطمہ، علی گڑھ، یوپی (انڈیا)	152
23	دیوان محمد علی: غالبیات کا ایک فراموش کردہ باب	پروفیسر شافع قدوائی، علی گڑھ	156
24	مطالعاتِ غالب میں ایک قیمتی اضافہ	پروفیسر حکیم سید ظل الرحمن، علی گڑھ	161
25	غالب و صغیر افراہیم سوئے باندہ	پروفیسر نوشابہ صدیقی، کراچی (پاکستان)	168
26	غالب۔ استفادہ، سرقہ اور توارد (اردو کے برمحل اشعار کے تناظر میں)	خلیق الزماں نصرت، بھیونڈی	171
27	مرزا غالب کی غزلوں کی انفرادیت	ڈاکٹر شمیم سلطانہ، گلبرگہ	176
28	اقلیم سخن کا شہنشاہ۔ مرزا غالب	ڈاکٹر عالیہ کوثر علی شاہ خان، جالنہ	180
29	مرزا غالب ایک عظیم شاعر:	ڈاکٹر فیروز۔ ایس۔ خان، واشم	186
30	اردو کلام غالب میں تلمیحات انبیاء و رسل	پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال جاوید، ہنگولی	193
31	غالب کے اردو کلام میں قصہ یوسف علیہ السلام سے متعلق تلمیحات کی بازگشت	محمد آصف، امراوتی	200
32	مرزا غالب: شعری ادبِ اطفال کے تناظر میں!	رئیس صدیقی	207
33	غالب کے سفر کلکتہ کے دوران باندہ میں قیام: تحقیقی مطالعہ	ڈاکٹر سمیرا بشیر، کراچی (پاکستان)	212
34	اردو شعر و ادب کے شہنشاہ۔ غالب	ڈاکٹر شاہدہ مناف، بلڈانہ (مہاراشٹر)	216
35	بنگال میں غالب اور ان کے ہمعصر	ڈاکٹر نجمہ سلطانہ، حیدر آباد	221
36	'ماضی کے نقوش' سے ایک باب۔ اسد اللہ خان غالب	ڈاکٹر افروز عالم (جدہ)	225
37	اکیسویں صدی میں غالب شناسی	عرفان عارف، جموں	233

SHIVAJI COLLEGE • HINGOLI •
PRINCIPAL
Shivaji College, Hingoli
Tq.& Dist. Hingoli (M.S.)

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

اردو کلام غالب میں تلمیحات انبیاء ورسل

پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال جاوید شیخ ابراہیم
ریسرچ گائیڈ وصدر شعبہ اردو
شیواجی کالج، ہنگولی

کوئی فرد کسی ایک شعبہء ہائے حیات میں یکتائے روزگار ہو یہ ضروری نہیں ہے۔ قدرت نے کسی ایک فرد کو کوئی ایک خوبی عطا کی ہے تو کچھ کمزوریاں بھی اسکی فطرت میں ودیعت کردی ہیں۔ یہ بعید از قیاس ہے کہ کوئی شخص محض خوبیوں کا مجموعہ ہو اور خامیوں سے یکسر پاک ہو۔ اس کا اطلاق مرزا غالب پر بھی ہوتا ہے۔ مرزا غالب کی شخصیت اور شاعری سے متعلق ہر دو طرح کے خیالات ہمیں اُردو ادب میں ملتے ہیں۔

غالب کی شخصیت کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ مرزا کی طبیعت کتنی نکتہ سنج تھی اور ان کی عادت کتنی عذر پسند تھی، بہانے تراشنا اور معذرتیں پیش کرنا ان کا شیوہ خاص تھا۔ ایک شاگرد کو لکھتے ہیں کہ میاں تمہارا کیا ہے۔ تم تو ہر دوسرے سال غزلوں کا ایک دیوان مرتب کرلوگے، مصیبت تو میری ہے، میں بوڑھا ہوں، کہاں تک تقریظیں لکھتا رہوں گا۔ بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات کہی گئی ہے، لیکن اس میں غالب کی طبیعت کا پرتو نظر آتا ہے۔ ان کی نفسیات اس میں صاف جھلکتی ہے۔ بقول غالب

مضمحل ہوگئے قویٰ غالب　　وہ عناصر میں اعتدال کہاں

اُردو لکھنے کو بھی وہ ایک بڑا کام سمجھتے تھے۔ قطعہ دیکھیں۔

منظور ہے گذارش احوال واقعی　　اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے
استاد شہ سے ہو مجھے پر خاش کا خیال　　یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے
جام جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر　　سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے

اس قطعے سے یہ ثابت ہے کہ میرا کیا ہے؟ میں تو ایک سپاہی زادہ ہوں۔ شعر وشاعری ان کے لئے ہے جو اس فن کے جاننے والے ہوں اس کے برعکس فارسی میں فخریہ انداز میں ذوق کی پرگوئی کی ہنسی اڑائی ہے جو کچھ ان کے لئے باعث فخر تھا، اپنے لیے موجب ننگ ٹھہرایا ہے۔

بہر حال مرزا غالب کی شاعری مختلف جہات پر مشتمل ہے۔ ان کے یہاں ہمیں تلمیحات، تشبیہات، استعارات، اشارے کنایے ملتے ہیں۔ آج ہمیں ان کے اُردو کلام میں اسلامی تلمیحات سے گفتگو کرنی ہے۔ کہ کس طرح انھوں نے اپنے کلام میں تلمیح کو برتا ہے۔ اور کیسے اس کا استعمال کیا ہے۔

PRINCIPAL
Shivaji College, Hingoli
Ta.& Dist Hingoli (MS.

مرزا غالب کا کلام تو ایک بحرنا پیدا کنار ہے لیکن اس کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ اس سے ہر شخص بقدر ظرف مستفیض ہولیتا ہے۔ان کے کلام کا بڑا حصہ عام فہم اور آسان ہے لیکن جو باقی رہتا ہے وہ عام فہم و درک سے بلند ہے۔مرزا غالب نے بھی دوسرے شعراء کی مانند اپنے کلام میں تلمیحات کا استعمال کیا ہے لیکن ان کی تلمیحات بیان کے خصوصی لب ولہجہ اور فلسفیانہ شاعری سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔اگر ان تلمیحات سے متعلق قصوں، واقعات سے واقفیت نہ ہوتو ان کے کلام کا حقیقی لطف اٹھانا مشکل ہے۔ان کا ایک سادہ سا شعر ہے۔

در معنی سے مرا صفحہ لقا کی داڑھی
غم گیتی سے مرا سینہ عمر کی زنبیل

ہم اس مقالے میں مرزا اسداللہ خاں غالب کے کلام میں اسلامی تلمیحات پر گفتگو کریں گے۔

ابن مریم ہوا کرے کوئی میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

ابن مریم حضرت عیسیٰؑ کی کنیت ہے کیونکہ اللہ تعالی نے آپ کو نسبت مادری سے مخاطب کیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ۔اور جب فرشتوں نے کہا، اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک فرمان کی خوش خبری دیتا ہے۔اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا، دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا، اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا۔(آل عمران۔آیت ۴۵)

حضرت عیسیٰؑ کی ذات والاصفات ہی ایسی تھے جو توالد و تناسل کے عام قانون کے خلاف محض حکم الٰہی اور ارادہ باری تعالیٰ سے رحم مادر میں وجود پذیر ہوئی۔اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت کاملہ کا نشان ظاہر کرنا تھا اس لئے ان کو بے پدر پیدا کیا۔

حضرت عیسیٰؑ کی والدہ کا نام مریم بنت عمران تھا۔ان کی ماں حنہ کی منت پر مریم کو ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کر دیا گیا تھا۔جہاں آپ دن رات عبادت الٰہی میں مصروف عمل رہتی تھیں۔ایک دن جبرئیل فرشتہ نے آکر بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دی تھی۔اس طرح یروشلم سے تقریباً نو میل کوہ سراۃ (ساعیر) کے ٹیلہ پر حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی۔یہ ٹیلہ اب بیت اللحم کے نام سے مشہور ہے۔حضرت مریم کو تمام عورتوں میں برتری فضیلت عطا کی گئی۔دوسری طرف ابن مریم یعنی حضرت عیسیٰؑ کا شمار جلیل القدر اور الوالعزم پیغمبروں میں ہوتا ہے۔

قبلہ نور نظر، کعبہ اعجاز مسیح مژۂ دیدۂ نخچیر سے فیض بیمار
رنج تعظیم مسیحا نہیں اٹھتا مجھ سے درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں بالیں
لب عیسیٰؑ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی قیامت۔کشتۂ لعل بتاں کا خواب سنگیں ہے

مسیح اور مسیحا دونوں حضرت عیسیٰؑ کے لقب ہیں۔مسیح کے معنی مبارک و مسعود اور سیاح کے ہیں جس کا کوئی گھر نہ ہو۔یہ تمام

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI
PRINCIPAL
Shivaji College, Hingoli.
Tq & Dist. Hingoli (MS.
Scanned with OKEN Scanner

[illegible] ہیں وہ یہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ کے زمانے میں طب اور علم الہیات کا بہت چرچا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو [illegible] جو ان کی نسبت پر اثر انداز ہوں اور جو اعتراف کیا جا سکے جو اعمال انسانی علم سے ماورا ہیں اور عقل رسائی تک [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو یوں تو بے شمار معجزے عطا کئے گئے لیکن قرآن میں معجزوں کا [illegible] مردے کو زندہ کرنے کا معجزہ اور پیدائشی نابینا کو بینا اور جذامی کو صحت مند کرنے کا معجزہ اہم ہے۔ اعجاز مسیح [illegible] ان دونوں معجزوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

حضرت عیسیٰ مردوں کو "قم باذن اللہ" کہہ کر زندہ کر دیتے تھے۔ علاج معالجہ اور انسانی تدابیر سے مایوس مریض ان کے [illegible] ان کے لب کی ایک جنبش سے صحت پا کر شاداں و فرحاں اپنے گھروں کو جاتے۔ "لب عیسیٰ" کی تلمیح بھی اسی تاثیر [illegible] کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ان کے دم کی برکت بیماروں کو شفا ملتی تھی۔ اس معجزے کے لئے غالب نے دم عیسیٰ کی [illegible] استعمال کی ہے۔

[illegible] گر جنت بجز آدم وارث آدم نہیں | شوخی ایمان زاہد، مستی تدبیر ہے
[illegible] کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر | جو کھاتے حضرت آدم یہ بیسنی روٹی
نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن | بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

حضرت آدمؑ وہ پہلے انسان تھے جنھوں نے اس کائنات ارضی پر قدم رکھا۔ نسل آدم کو پھیلایا اور منصب خلافت کی ذمہ داری کو بحسن و خوبی انجام دیا۔ نسل انسانی کے اس مورث اعلیٰ کو ابوالبشر (انسان کا باپ)۔ صفی اللہ (اللہ کا دوست) اور بابا آدم بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو جب اس دنیا میں اپنا خلیفہ بھیجنے کی ضرورت ہوئی تو اس نے سب سے پہلے اس نے کھنکھناتی مٹی سے آدم کا مجسمہ کی تخلیق کی اور پھر اس میں روح پھونکی تو وہ گوشت و پوست کا انسان بن گیا پھر تمام فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کریں سب نے حکم کی تعمیل کی لیکن عزازیل نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اللہ کی نافرمانی کی۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔

ترجمہ: پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ "میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔ جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر جانا چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ رب نے پوچھا "اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا؟ اس نے کہا" میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اس بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے پیدا کیا"۔ (سورۃ الحجر آیت نمبر ۲۸ تا ۳۳)

عزازیل کا علم و فضل تمام فرشتوں سے زیادہ تھا اور فرشتوں کی تعلیم و تلقین اس کے سپرد تھی اسی لئے وہ معلم الملکوت کے لقب

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI
PRINCIPAL
Shivaji College, Hingoli
Tq & Dist. Hingoli (M.S.)
Scanned with OKEN Scanner

ISSN:2278-0718

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

ممتاز تھا اس نے آدم کو سجدہ کرنے میں اپنی توہین سمجھی اور سجدہ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اسی لمحہ اسکے تمام مراتب چھین لئے اور قیامت تک کے لئے اسکی گردن میں طوق لعنت ڈال دیا گیا نیز بارگاہ الٰہی سے نکال دیا گیا۔ حضرت آدم ایک مدت تک تنہا زندگی بسر کرتے رہے۔ جب انکی فطرت کسی مونس و ہمدم کی حاجت محسوس ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حوا کو پیدا کیا۔ اور دونوں کو جنت میں قیام کی اجازت مل گئی۔

دونوں میاں بیوی کو ایک درخت معین کر کے بتا دیا گیا تھا کہ وہ نہ تو اس کو چھوئیں اور نہ اس کے قریب جائیں۔ لیکن مسلسل اس بات کے لئے کوشاں تھا کہ کسی طرح آدم و حوا وہ شجر ممنوعہ کھانے کی ترغیب دے۔ اور پھر انھوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا۔ اللہ کی حکم عدولی پر فوراً انکی گرفت ہوئی اور حضرت آدمؑ نے عجز و ندامت کے ساتھ اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ عفو و درگزر کے طالب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے عذر کو قبول کرتے ہوئے ایک معینہ مدت زمین پر قیام کا حکم دیا۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل سورۂ اعراف میں دی ہوئی ہے۔

نقش پا کی صورتیں وہ دل فریب — تو کہے بت خانہ، آزر کھلا
تجھ سے عالم پہ کھلا رابطۂ قرب کلیم — تجھ سے دنیا میں بچھا مایدۂ بذل خلیل

حضرت ابراہیم کے مشرک باپ کا نام تھا وہ اپنے ملک کے سب سے بڑے ہیکل کا بڑا پجاری تھا اس کے علاوہ وہ ماہر بت تراش اور بتوں کا بیوپاری بھی تھا اس کے یہاں قسم قسم کے بت ہر وقت فروخت کے لئے طیار رہتے تھے اسی لئے آزر کا بتخانہ تلمیحاً مستعمل ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے آزر کو راہ راست پر لانے کی ہر چند کوشش کی لیکن جب وہ کفر و ضلالت کی زندگی چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوا تو انھوں نے اپنے باپ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔

خلیل کی تلمیح اشارہ ہے حضرت ابراہیمؑ کا لقب خلیل بمعنی دوست کی طرف۔ وسعت دسترخوان ؛ اخلاق کریمانہ؛ استقلال، عزم و استقامت اور تسلیم و رضا کی وجہ سے عطا کیا تھا۔ اس تلمیح میں مائدہ کے معنی کھانا لگے دسترخوان کے ہیں اور بذل کے معنی عطا و بخشش کے ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی مہمان نوازی بے مثل تھی۔ جو ضرب المثل بن گئی۔ اس سلسلے میں خوان خلیل کی تلمیح مشہور ہے حضرت ابراہیمؑ کا معمول تھا کہ بغیر مہمان کو کھانا تناول نہیں فرماتین تھے اگر اتفاق سے کوئی مہمان نہ ہوا تو اس دن آپ فاقہ سے رہتے تھے۔

بوئے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسد — دی نے برباد کیا پیر ہنستاں میرا
جو چاہیئے نہیں، وہ مری قدر و منزلت — میں یوسف بہ قیمت اول خریدہ ہوں
بتو توبہ کرو، تم کیا ہو، جب ادبار آتا ہے — تو یوسف سا حسیں بکنے سر بازار آتا ہے
نہ چھوڑی حضرت یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی — سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر

PRINCIPAL
Hingoli
(MS

ISSN:2278-0718

آگئی ہوئی بینائی کھوئی کی یعقوبؑ حضرت سے تاثیر کی جس خوشبو کی پیراہن کی یوسفؑ حضرت ہے مراد سے یوسف بوئے

تھی۔ حضرت یوسفؑ بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبر تھے ان کے دس سوتیلے بھائی اور ایک حقیقی بھائی بن یمین تھا۔ حضرت یوسف نے ایک دن ایک عجیب وغریب خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور شمس وقمر آن کو سجدہ کر رہے ہیں۔ واقعہ کی پوری تفصیل سورہ یوسف میں پڑھ سکتے ہیں۔ مصری سوداگروں نے مصر لے جا کر یوسف کو غلاموں کی منڈی میں نیلام کیا، جہاں سے عزیز مصر فوطیفار نے ان کو خرید لیا۔ حضرت یوسفؑ کی جدائی میں روتے روتے حضرت یعقوبؑ کے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اس طرح غالب نے بہت سارے تلمیح یوسفؑ کے اشعار کہیں ہیں۔

یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشم یعقوب

لالہ ہا داغ بر افگندہ وگلہا بے خار

اسی زمانے میں کنعان میں شدید قحط پڑا اور برادران یوسف کو غلہ لینے کے لئے مصر جانا پڑا۔ ان بھائیوں کے خواب وخیال میں بھی نہ تھا کہ ہم جس کے پاس غلہ لینے جارہے ہیں وہ عزیز مصر کے روپ میں ان کا وہ بھائی ہوگا جس کو انھوں نے اپنے زعم میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا اور انھوں نے بہانے سے اپنے والد کی خیریت معلوم کرلی۔ حضرت یوسف نے کافی غلہ دیا اور آئندہ کے لئے یہ شرط لگائی کہ وہ اپنے ساتھ اپنے بھائی بن یمین کو بھی لے آئے۔ اب وہ ایک دوسرے کو پہچان چکے تھے، حضرت یوسفؑ نے ان کو معاف کر دیا اور بہت سا غلہ دے کر اپنا ایک پیراہن بھی دیا کہ اس کو کنعان لے جا کر باپ کی آنکھوں پر ڈال دینا، برادران یوسف کا قافلہ جب کنعان کے قریب پہنچا تو حضرت یوسف کی خوشبو باپ نے محسوس کرلی۔ نتیجتاً شمیم یوسفؑ سے حضرت یعقوبؑ کی بینائی لوٹ آئی۔ حضرت سلیمانؑ سے متعلق بھی ہمیں کلام غالب میں تلمیح ملتی ہے۔ کہتے ہیں۔

ایک کھیل ہے اورنگ سلیماں مرے نزدیک　　　ایک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے

تخت سلیمان اور اورنگ سلیمان کی تلمیح شان وشوکت اور عظمت وجلال کے نشان کے طور پر مستعمل ہے۔ تخت سلیماں بن داؤد بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر تھے ان کو نبوت اور بادشاہت دونوں ورثے میں ملی تھیں۔ ان کی حکومت نہ صرف انسانوں پر تھی بلکہ چرند پرند جن دیو بھی ان کے تابع تھے۔ اللہ تعالی نے ان کے حق میں، ہوا کو بھی مسخر کر دیا تھا، حضرت سلیمانؑ کا تخت اجنہ کی مدد سے اڑتا تھا اور مہینوں کی مسافت منٹوں میں پوری کر لیتا تھا۔

اس کے بعد اور ایک جلیل القدر پیغمبر کی تلمیح کا استعمال مرزا غالب نے کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب　　　آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

گرد جولاں سے ہے، تیری ،بگریان خرام　　　جلوۂ طور، نمک سودہ، زخم تکرار

SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

PRINCIPAL
Shivaji College, Hingoli
Tq.& Dist Hingoli (MS.

Scanned with OKEN Scanner

ISSN:2278-0718
SHIVAJI COLLEGE HINGOLI

جلوہ کے معنی نظارہ، دیدار اور تجلی کے ہیں۔ جلوۂ طور سے مراد تجلی باری تعالیٰ ہے جو کوہ طور پر حضرت موسیٰؑ کے اصرار پر ہوئی تھی۔ قرآن کی آیت ۱۴۳ سورہ اعراف کی "اے رب، مجھے یارائے نظر دے کہ میں تجھے دیکھوں" فرمایا "تو مجھے نہیں دیکھ سکتا ہاں ذرا اس پہاڑ کی طرف دیکھ، اگر وہ اپنی جگہ قائم رہ جائے تو البتہ تو مجھے دیکھ سکے گا"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر اپنی تجلی کا ظہور کیا تو پہاڑ چشم زون میں خاکستر ہو گیا اور ریزہ ریزہ ہو کر سرمہ بن گیا۔ حضرت موسیٰؑ بھی تجلی کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس واقعہ کے لئے جلوۂ طور، برق طور، جلوۂ ایمن، جلوۂ سینا اور لن ترانی کی تلمیحات مستعمل ہیں۔

کوہ طور جسے طور سینا بھی کہتے ہیں کوہ سنائی کا نام ہے۔ یاقوت نے المعجم میں الطور کو عبرانی لفظ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں اس کو "طور سنین" بھی کہا گیا ہے۔ اس کی وادی کو وادی سینا، وادی ایمن اور وادی مقدس بھی کہتے ہیں کیونکہ اس وادی میں ہی حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے شرف ہمکلامی بخشا تھا۔ اور اسی وادی میں ان کو نبوت اور رسالت سے نوازا تھا اس موقع پر ہی ان کو دو بڑے معجزے ید بیضا اور عصائے موسیٰؑ کے عطا ہوئے تھے۔ اس پہاڑ کے شمالی حصے کو اب "جبل موسیٰؑ" کہا جاتا ہے اور اس کے دامن کو وادی شعیبؑ۔

اس قبیل کی اور حضرت موسیٰؑ سے متعلق اور بھی تلمیحات ہمیں کلام غالب میں ملتی ہیں۔ مثلاً

برآورز جیب فلک دست موسیٰ زر سامری نقد میزان نماید

حسن آشفتگی جلوہ ہے عرض اعجاز دست موسیٰ بسر دعویٰ باطل باندھا

حضرت یوسفؑ سے متعلق بھی کلام غالب میں تلمیحات ملتی ہیں۔ آیئے ان کا بھی مطالعہ کرتے ہیں۔

تھا خواب میں کیا جلوہ پر ستار زلیخا ہے بالش دل سوختگاں میں پر طاؤس

کرے کیا سازشیں۔ وہ شہید درد آگاہی جسے موئے دماغ بیخودی خواب زلیخا ہو

ابھی آتی ہو بو، بالش سے اس کی زلف مشکیں کی ہماری دید کو خواب زلیخا عار بستر ہے

سب رقیبوں سے ہے ناخوش، پر زنان مصر سے ہے زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعاں ہو گئیں

نسیم مصر کو کیا پیر کنعاں کی ہوا خواہی اسے یوسف کی بوئے پیرہن کی آزمائش ہے

ہنوز اک پرتو نقش خیال یار ہے باقی دل افسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا

زلیخا عزیز مصر کی حسین و جمیل بیوی کا نام تھا جو حضرت یوسفؑ سے عشق کرنے کی وجہ سے تمام عالم میں رسوا ہوئی۔

حضرت یوسفؑ بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبر اور حضرت ابراہیمؑ کے پوتے تھے۔ قرآن نے ان کے قصہ کو انداز بیان کے لحاظ سے 'احسن القصص' قرار دیا ہے۔ حجرت یوسفؑ مردانہ حسن و جمال کا پیکر مجسم تھے ان کو دیکھ کر عزیز مصر کی نوجوان اور

حسین بیوی زلیخا اپنا دل بس میں قابو میں نہ رکھ سکی اور دیوانہ وار ان کے عشق میں مبتلا ہو گئی۔ حضرت یوسفؑ نے زلیخا کی طرف کبھی نظر التفات نہ کیا اور نہ کبھی اس کی ہمت افزائی کی دوسری طرف زلیخا اپنے ناپاک عزائم کو پورا کرنے کے لئے دن رات خواب دیکھا کرتی اور طرح طرح سے حضرت یوسفؑ کو گناہ کے لئے ورغلاتی۔ حضرت یوسفؑ کے عشق میں زلیخا کی بڑی فضیحت و رسوائی ہوئی۔ زلیخا نے ایک دن زنان مصر کی دعوت کا اہتمام کیا جب تمام عورتیں دسترخوان پر جمع ہو گئیں تو زلیخا نے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک ترنج اور چھری دے کر سب کے روبرو یوسف کو بلایا۔ حضرت یوسفؑ کا حسن و جمال تو بے پناہ تھا ان کا چہرۂ زیبا شمس و قمر کی مانند تاباں اور درخشاں تھا زنان مصر حسن یوسف دیکھ کر اس درجہ مبہوت ہو گئیں کہ انھوں نے ترنج کاٹنے کی جگہ اپنی اپنی انگلیاں زخمی کر لیں۔

حضرت یوسفؑ کا وطن کنعان تھا اس لئے ان کو ماہ کنعان اور ان کے پدر بزرگوار حضرت یعقوبؑ کو پیر کنعان کہا جاتا ہے۔ ایک دن موقع پا کر زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو بلا کر کمرے میں بند کر لیا۔ حضرت یوسفؑ کے لئے وہ مرحلہ بڑا سخت تھا۔ شاہی خاندان کی حسین و جمیل نازنین عشوہ طرازیوں کی بارش کر رہی تھی دوسری طرف یوسفؑ بھی جوان تھے لیکن وہ ایک لمحہ کے لئے بھی جذبات سے متزلزل نہ ہوتے اور انھوں نے ناپاک عشق سے صاف انکار کر دیا۔ حضرت یوسفؑ کو جیسے ہی موقع ملا وہ دروازے کی طرف بھاگے زلیخا نے بھی ان کا پیچھا کیا اور دوڑتے میں ان کا پیراہن پیچھے سے چاک کر دیا۔ پھر فیصلہ کیا گیا کہ اگر یوسفؑ کا دامن آگے سے چاک ہے تو زلیخا بے خطا ہے اور اگر پیچھے سے چاک ہے تو یوسف بے گناہ ہے۔ جب پیراہن یوسفؑ دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے چاک تھا، عزیز مصر کو حضرت یوسفؑ کی بے گناہی پر یقین تو آ گیا مگر اس نے اپنی فضیحت اور رسوائی کی خوف سے حضرت یوسفؑ کو زنداں میں ڈال دیا۔ اس طرح ایک معصوم کو مجرم بنا دیا۔

اس طرح کلام غالب میں انبیاء و رسل کی تلمیحات بکثرت ملتی ہے۔ ابھی بھی گنجائش ہے کہ ان تمام تلمیحات کا مطالعہ کریں جو کلام غالب میں تلمیحات اسلامی کے طور پر مستعمل ہیں۔

☆☆☆